مولانا عبدالستار خان نیازیؒ ۔۔(حافظ عبدالخالق نقشبندی)

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ بریلوی مسلک کے جید عالم دین اور جمعیت علمائے پاکستان کے ممتاز راہنماء تھے آپ کئی بار قومی اسمبلی کے مم‍بر منتخب ہوئے ایک وفاقی مذہبی امور کے وزیر بھی رہے آپ نے 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور سرگرمی سے حصہ لیا جس پر آپ کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا اس زمن میں مولانا عبدالستار خان نیازی سے ایک انٹرویو کیا گیا تھا ان ہی کی زبانی اس تحریک کی سرگرمیوں پر ایک رپورٹ اس شمارے میں قارئین کی نظر کی جارہی ہے

سوال ۔ آپ نے اس تحریک میں بہت سرگرمی سے حصہ لیا تھا اس کی کچھ تفصیل بتائیں گے؟

جواب ۔اس تحریک میں علماء نے جب حصہ لیا تو برکت علی ہال میں ایک کنونشن ہوا یہ قصہ 1951ء کا ہے اس میں ہم سب لوگ شریک ہوئے وہاں یہ طے پایا گیا تھا کہ کراچی میں ایک آل پاکستان کنونشن ہو اس کے لیے تیرہ آدمیوں کو منتخب کیا گیا تھا میں بھی ان میں پنجاب کی طرف سے بطور نمائیدہ شریک ہوا احرار کے ساتھ مل کر ہم نے ایک مجلس عمل تحفظ ختم نبوت بنائی تھی اس میں علمائے اہلسنت کو بھی شامل کیا گیا اور مولانا ابوالحسنات کو مجلس عمل کا قائد بنایا گیا علمائے اہلسنت نے بہت سرگرمی سے کام کیا میں نے اپنی بساط کے مطابق ملک بھر کا دورہ کیا اور یہ تین مطالبات کہ مسلمان کی تعریف کی جائے یہ طے کیا جائے کہ کیا قادیانی مسلمان ہیں ؟ ظفر اللہ کو ہٹایا جائے اور کلیدی اسامیوں پر غیر مسلموں کا تقرر نہ کیا جائے مجھے ایک خصوصیت یہ حاصل تھی کہ میں اسمبلی کا ممبر تھا اور ممبران اسمبلی سے میرا تعلق رہتا تھا علاوہ ازیں میں نے تحریک پاکستان میں جو کام کیا تھا اس کی وجہ سے مسلم لیگ کے کارکنان اور کالجوں وغیرہ میں بھی تعلقات تھے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے کراچی میں کنونشن کیا اس کے تیرہ نمائیدوں میں میرا بھی نام تھا لیکن مجھے اس میں شامل نہیں کیا گیا ان کا خیال تھا کہ یہ گرم اور تیز آدمی ہے اور اس کی وجہ سے وقت سے پہلے تصادم نہ ہو جائے جب یہ تحریک تیز ہوگئی اور کراچی میں ملاقات کے لیے جب یہ حضرات گئے تو پتہ چلا کہ انہیں گرفتار کرلیا گیا یہ 25فروری 1953 کی بات ہے میرا ان سے اختلاف یہ تھا کہ لاہور سے آپ کے قافلے کراچی 750 کلومیٹر دور جا کر اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کریں یہ کوئی پراثر چیز نہیں ہوگی دولتانہ غلط کہتا ہے کہ میں تمہاری تحریک سے متفق ہوں اگر تحریک سے متفق ہے تو صوبائی اسمبلی میں جا کر قرارداد پاس کرے اور دوسری بات یہ کہ دولتانہ بھی خواجہ ناظم الدین ہی کا بنایا ہوا ہے میری رائے یہ تھی کہ کراچی والے کراچی میں اور پنجاب والے پنجاب میں سرحد والے سرحد میں اپنا اپنا کام جاری رکھیں اور یہ تحریک ملک گیر صورت حال اختیار کرلے اور صوبے مجبور ہو کر مرکز پر دباؤ ڈالیں اور ہمارے مطالبات مرکز تسلیم کرے علمائے کرام کی گرفتاری کی اطلاع مجھے جمعہ کے دن گنج بخش کے مزار پر تقریر کے دوران ملی تھی اور مجھے یہ بھی اطلاع ملی کہ قافلہ جانے والا ہے تو میں نے کہا کہ اس کے بجائے پنجاب اسمبلی کا گھیراؤ کیا جائے اور انہیں مجبور کیا جائے کہ وہ مرکز سے ہمارا مطالبہ تسلیم کرائیں تحریک چلتی رہی یہاں تک کہ سب قائدین گرفتار ہوگئے ان کی گرفتاری کے بعد تحریک ختم ہونے لگی لیکن میں نے کہا کہ تحریک ختم نہیں ہونی چاہیے چنانچہ 27اور 28فروری کو میں نے علمائے کرام سے ملاقاتیں شروع کیں اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ کو ساتھ لے کر مولانا مودودیؒ کے پاس گئے اور انہیں صورت حال سے آگاہ کیا اور تحریک کو از سر نو منظم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ پھر میں مسجد وزیر خان چلا گیا اور وہاں سے تحریک کو آگے بڑھایا تحریک پرامن چلتی رہی عوام الناس کو ہدایات جاری کی گئی تھیں کہ وہ مثبت نعرے لگائیں اور تصادم سے بچیں جب کہ حکومت یہ چاہتی تھی کہ تصادم ہو لیکن ہم نے تصادم کے تمام راستے بند کردیئے اس مقدس تحریک میں جو بھی شریک ہوتا وہ یہ طے کر کے آتا تھا کہ ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لیے جان بھی دے گا ہم نے یہ طے کیا کہ اگر لاٹھی چارج ہوا تو لاٹھیاں کھاتے رہیں گے اس وقت ہمارا ہیڈ کوارٹر مسجد وزیر خان ہی تھا حکومت کی سکیم تھی کہ اس شخص کو کسی طرح پکڑا جائے تاکہ تحریک ہی ختم ہو جائے اس کے لیے انہوں نے ایک سکیم تیار کی کہ جس وقت میں اکیلا کہیں ہوں تو وہ مجھے اٹھالیں چنانچہ عصر کے بعد ایک مشکوک آدمی میرے حجرے کی طرف آیا اور پھر واپس چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد DSP نے پولیس کا ایک جھتہ لے کر مسجد میں داخل ہونے کی کوشش کی جب کہ باہر ساتھیوں نے پہرہ لگایا ہوا تھا رضا کاروں نے اسے دروازے پر ہی روک لیا اور حالات کشیدہ ہوگئے اور موقع پر کسی نے ڈی ایس پی کو قتل کردیا ہم سمجھ گئے کہ حکومت ایک چال کے تحت تحریک کو ناکام بنانا چاہتی ہے چنانچہ ہم نے ایک جلسے میں اعلان کیا کہ حکومت پرامن تحریک کو خود خراب کرنے کی کوشش کر رہی ہے جب پروگرام شروع ہوا تو پولیس نے صبح ہی سے تشدد اور فائرنگ شروع کردی جس پر نوجوان سینہ کھول کر نعرہ رسالت لگاتے گئے اور جام شہادت نوش کرتے گئے اس موقع پر کئی علمائے کرام بھی قربان ہوئے۔

6 تاریخ کو مارشل لاء لگا دیا گیا ہمارے کئی ساتھوں کو گرفتار کیا گیا اور میرے خلاف قتل کا ایک مقدمہ درج کر لیا گیا فوج مجھے پوری طرح تلاش کرنے میں مصروف تھی چنانچہ 22 تاریخ اسمبلی اجلاس میں جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ مجھے گرفتار کر کے قصور سٹیشن اور پھر وہاں سے قلعہ میں لے گے اس کے بعد جیل منتقل کیا گیا اور مجھے چارج شیٹ دی گئی ملٹری کورٹ میں کیس چلا جب قتل کا کیس ثابت نہ ہوا تو دوسرا کیس بغاوت کا ڈالا گیا جس کے متعلق انہوں نے آڈر سنایا کہ تمہیں پھانسی پر چڑھایا جائے گا میں نے یہ آڈر بخوشی لے لیا جب میں نے موت کا یہ پیغام سنا تو میں کہا کہ اگر اس عظیم مقصد کے لیے جان چلی جائے تو اس سے بڑی سعادت کیا ہو سکتی ؟ جب میں باہر آیا تو جیل والوں نے یہ خیال کیا کہ نیازی کو بھی بری کر دیا ہو گا مجھ سے سپرینڈنٹ نے کہا کہ نیازی صاحب مبارک ہو آپ بری ہو گئے ؟ میں نے کہا کہ میں اس سے بھی آگے نکل گیا ہوں اس نے کہا کیا مطلب ؟ میں نے کہا کہ میں کامیاب ہو گیا ہوں اب انشاء اللہ حضور ﷺ کے عاشقوں کی فہرست کے کسی کونے میں میرا نام بھی درج ہو گا جس کے بعد مجھے الگ کمرے میں لے جایا گیا اور پھانسی کا لباس دیا گیا میری سزائے موت کی خبر آگ کی طرح پھیل گئی اور جیل کے قیدی تک مجھے دیکھ کر روتے جس پر میں نے اطمینان دلایا اور کہا کہ کتنے عاشقان رسول ﷺ جام شہادت نوش کر گئے اگر اس نیک مقصد میں میری جان کام آتی ہے تو اس سے بڑی خوشی کیا ہو گی ؟ ہم لوگ سنٹر جیل میں تھے کہ ایک دن ملٹری آفیسر بھاگتا ہوا آیا اور مبارک باد دی کہ تمہارا پھانسی کا حکم 14 سال کی سزائے قید میں تبدیل ہو گیا پھر ہمیں اے کلاس دی گئی چنانچہ 29 اپریل 1955 کو دو سال ایک ماہ چھ دن کے بعد ضمانت پر رہا ہو گئے